ازبکستان کی سیاسی اور اقتصادی پالیسیاں

سابق سوویت یونین سے آزاد ہونے والی اکثر وسط ایشیائی ریاستوں میں کثیر جماعتی سیاسی نظام کی جھلک واضح طور پر نظر آتی ہے۔ ان ریاستوں میں حکومتی پالیسیوں سے اختلاف کرنے والی فعال سیاسی جماعتوں کا وجود، کسی حد تک آزاد پریس اور ٹیلی ویژن چینلز کی بڑھتی ہوئی تعداد ایسی حقیقتیں ہیں جو کثیر جماعتی نظام کی طرف میلان کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ازبکستان کی مثال بہرحال ایک استثنائی کیس کی ہے جہاں کی حکومت اس "خطرناک رجحان" کے خلاف شدید ترین مزاحمت کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ درحقیقت (آزادی کے بعد) ازبکستان میں حکومتی جبر و استبداد کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا ہے۔

سٹالن کے دور حکومت میں مخالف عناصر کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کی یاد تازہ کرتے ہوئے ازبکستان کی حزبِ مخالف کی دو جماعتوں "برلک" اور "ارک" کو بتدریج اخبارات کے صفحات اور عوامی شعور کی تختیوں سے مکمل طور پر صاف کر دیا گیا ہے۔ گذشتہ سال "برلک" کے دو ارکان کو ایک "ٹرائل شو" میں ملکی سلامتی کے خلاف کام کرنے کے الزامات میں سزائیں سنائی گئیں۔ حال ہی میں خفیہ طور پر ان کی "اچھے چال چلن" کی ضمانت منسوخ کرتے ہوئے انہیں دو سے پانچ سال تک کے لیے جیل بھجوا دیا گیا۔ اس اقدام کا سبب یہ بتایا گیا کہ ان کے قبضہ سے حکومت مخالف مطبوعات برآمد ہوئیں۔ حزبِ مخالف کے دیگر رہنماؤں کو، نامعلوم حملہ آوروں کی طرف سے مسلسل ظالمانہ کارروائیوں کا نشانہ بننے کے سبب، اپنی سیاسی سرگرمیوں کو خیرباد کہنا پڑا۔

ان لوگوں کو جو غیر ملکی نامہ نگاروں کی اس قلیل تعداد کے لیے کام کر رہے ہیں جنہوں نے نا سمجھی میں "اطلاعات سے خالی" دارالحکومت تاشقند میں اپنے دفاتر قائم کر لیے ہیں، حکومتی جبر و استبداد کا نشانہ بننا پڑ رہا ہے۔ بی بی سی کے ایک مقامی اہل کار کو افغانستان کی حالیہ لڑائی میں ازبکستان کے کردار پر تحقیق کرنے کی پاداش میں KGB کی جانشین ازبک تنظیم کی طرف سے خطرناک دھمکیاں دی گئیں۔ رائٹر کے ایک مقامی اہل کار پر اس وقت دو نامعلوم غنڈوں نے حملہ کر دیا جب وہ جولائی (۱۹۹۴ء) کے اوائل میں ازبک حزبِ مخالف کے ایک رہنما سے ملاقات کے بعد لوٹ رہا تھا۔

سرکاری میڈیا جس میں صدارتی فرامین اور ازبکستان کے شاندار مستقبل سے متعلق شیخیوں کی بھرمار ہوتی ہے، باہر کی دُنیا کے بارے میں عوام تک کوئی خبر نہیں پہنچاتا۔ ان روسی اخبارات کی

درآمد پر پابندی لگا دی گئی ہے جنھوں نے ازبک حکام کی طرف سے مقامی اخبارات پر عائد کردہ سنسر کی پابندیوں پر تنقید کی تھی۔ غیر ملکی مطبوعات ازبک وزارت خارجہ تک میں نایاب ہیں۔ ریڈیو کی ہوائی امواج تقریباً مکمل طور پر خاموش ہیں۔ واحد دستیاب (غیر ملکی) ٹیلی ویژن چینل روسی ٹیلی ویژن چینل ہے۔ "قوم پرست حکومت" نشریات کے دورانیہ کو گھٹا رہی ہے۔ ٹیلی ویژن نشریات صرف شام کے اوقات تک محدود ہیں۔ دن کے اوقات میں کسی قسم کی نشریات نہیں ہوتیں۔

ازبکستان کے پڑوسی ملک قزاقستان میں صورت حال یکسر مختلف ہے۔ یہاں عوام کی تفریح اور ان تک معلومات پہنچانے کے لیے پرائیویٹ ٹی وی چینلز، ریڈیو اور اخبارات کے جال بچھائے جا چکے ہیں۔ دارالحکومت الماتی کے مرکزی ڈاک خانہ میں، کارڈلیس ٹیلی فون پر بات کرتی ہوئی، ایک مدد پر مائل خاتون منٹوں میں آپ کا پیغام فیکس پر لندن روانہ کر دیتی ہے۔ دوسری طرف ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند کے مرکزی ڈاکخانہ میں ڈاک ٹکٹ تک دستیاب نہیں ہیں۔

ازبکستان کی حکومت اتصالات کے شعبہ سے اس حد تک لاپرواہی کا برتاؤ کر رہی ہے کہ وہ عملاً ٹیلی فون کے نظام کو تباہ ہوتا دیکھ کر بھی اصلاح کے لیے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ تاشقند میں لوکل کال ملنا کارے دارد بن گیا ہے۔ اس نامہ نگار کو ۵، ۶، ۷ کے ہندسوں سے شروع ہونے والے ٹیلی فون نمبرز پر رابطہ کرنے میں ہفتوں سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جوابی کال کرنے سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے برطانوی سفارتخانہ کے استقبالیہ کلرک کی آواز یوں سنائی دیتی ہے "معاف کیجیے گا میں آپ کو "کال بیک" نہیں کر سکتا اسکتی۔ ہم صرف ۴ سے شروع ہونے والے نمبروں پر ہی کال کر سکتے ہیں"۔ دارالحکومت تاشقند سے باہر کسی اور شہر کی کال ملنے میں آدھا گھنٹہ لگ سکتا ہے۔ تاشقند میں کام کرنے کے خواہش مند غیر ملکیوں نے محض ٹیلی فون نمبرز ڈائل کرتے رہنے کے لیے معاونین بھرتی کیے ہوئے ہیں۔

حکومت نے اطلاعات کے نظام سے دشمنی پر مبنی جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے وہ زبوں حال معیشت کی بحالی میں کسی بھی طور پر مددگار ثابت نہیں ہو سکتی۔ لیکن حکومت کی طرف سے اختیار کردہ پالیسیوں کے پیش نظر یہ کہنا بھی حق بجانب لگتا ہے کہ شاید معاشی ترقی کا حصول حکومت ازبکستان کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں ہے۔ معاشی اصلاحات کے وعدوں کے باوجود مسلح ملیشیا کے اہل کار بازاروں میں چائے اور پیسٹریاں بیچنے والوں کے کاغذات کی چیکنگ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آبی وسائل اور زرعی لحاظ سے زرخیز مٹی سے مالا مال سابق سوویت یونین کی اس جمہوریہ میں آلو کے حصول کے لیے گھنٹوں قطار میں کھڑے رہنا ابھی تک عام ہے۔ جبکہ دودھ تو ایک "نایاب نعمت" بن چکی ہے۔ (بشکریہ دی اکانومسٹ)

*****